

ازعدالت عظمیٰ

دستبرداری کی شق

”مقامی زبان میں ترجمہ شدہ فیصلہ مدعی کے محدود استعمال کے لئے ہے کہ وہ اسے اپنی زبان میں سمجھنے اور اسے کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ تمام عملی اور سرکاری مقاصد کے لیے فیصلے کا انگریزی وژن مستند ہوگا۔“

رام جی لال

بنام

انکم ٹیکس افسر، موہندر گڑھ

[شری ہری لال کنیہ چیف جسٹس، سید فضل، علی، پتنجلی شاستری،

مکھرجیا اور داس جج صاحبان]

بھارت کا آئین، آرٹیکل 14, 31(1), 265, 32۔ پٹیالہ اور مشرقی پنجاب ریاستی علاقے کی عمومی توذعات (انتظامیہ) آرڈیننس (XVI باپت 2005)۔ ریاستی علاقے۔ انکم ٹیکس کے متعلق قانون۔ 20 اگست 1948 سے تمام ریاستوں میں یکساں قانون متعارف کرایا گیا۔ زیر التواء کارروائیوں کو موجودہ قانونی توضیح کے تحت چلایا جائے گا۔ مختلف ریاستوں میں مختلف شرحوں پر تشخیص۔ قانونی مساوات۔ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی۔ آمدنی کا تخمینہ جو 20 اگست 1948 سے پہلے حاصل ہوئی تھی۔ قانونیت۔ بنیادی حق کسی کو جائیداد سے محروم نہ کیا جائے گا سوائے قانونی بنیاد کے۔ آیا ٹیکس پر لاگو ہوتا ہے۔ آرٹیکل کی وسعت (1) 31 اور 265۔ ٹیکس قوانین کے خلاف آرٹیکل 32 کے تحت تحفظ کے لیے درخواست۔ پرداخت۔

پٹیالہ اور مشرقی پنجاب ریاستی علاقے کی عمومی توذعات (انتظامیہ) آرڈیننس (نمبر XVI

باپت 2005) کی دفعہ 3(1) جو 2 فروری 1949 کو نافذ العمل ہوا، اور سابقہ آرڈیننس کی دفعہ 3 کو جو 20

اگست 1948 سے نافذ العمل تھا کو دوبارہ نافذ کیا گیا، اس میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ مقررہ دن (یعنی 20 اگست 1948) سے پٹیلہ ریاست میں نافذ تمام قوانین مذکورہ یونین علاقوں پر لاگو ہونگے، بشرطیکہ کسی بھی معاہدہ شدہ ریاستوں کی عدالتوں اور دیگر تھارٹیوں کے سامنے زیر التوا تمام کارروائیوں کو 20 اگست 1948 سے پہلے ایسی معاہدہ شدہ ریاست میں نافذ العمل قوانین کے مطابق نمٹا دیا جائے گا۔ معاہدہ شدہ ریاستوں میں سے ایک، یعنی، کپورتھلا، جہاں پر مذکورہ تاریخ پر انکم ٹیکس کا ایک قانون لاگو تھا، جہاں ٹیکس کی ادائیگی کی شرح پٹیلہ انکم ٹیکس ایکٹ کی بہ نسبت کم تھی، اور ایک دوسری معاہدہ شدہ ریاست، نابھا میں، انکم ٹیکس کا کوئی قانون ہی نہیں تھا۔ 12 اپریل 1948 کو ختم ہونے والے مالی سال کے لیے، کپورتھلا ریاست کے ٹیکس دہندگان کا تخمینہ کپورتھلا انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت زیر التواء کارروائیوں سے متعلق آرڈیننس کے دفعہ 3 کے ضابطہ کے مطابق مقرر کردہ کم شرحوں پر کیا گیا اور نابھا کے ٹیکس دہندگان کا تخمینہ پٹیلہ ایکٹ کے تحت مقرر کردہ اضافی شرحوں پر کیا گیا تھا کیونکہ 20 اگست 1948 کو نابھا میں انکم ٹیکس کا کوئی قانون نہیں تھا۔ اسلئے نابھا میں انکم ٹیکس کی کوئی کارروائی زیر التواء نہیں تھی۔ مدعی جو کہ نابھا میں رہنے والا ایک ٹیکس دہندگان تھا اور جس کا تھخیص پٹیلہ ایکٹ کے تحت لگایا گیا تھا۔ جس نے آئین کے دفعہ 32 کے تحت ایک سرشریری نوعیت کی رٹ تھخیص کے ان بنیادوں پر مسترد کرنے کیلئے کی تھی (i) کہ اسے قانون کی طرف سے مساوات کے بنیادی حق اور آئین کے آرٹیکل 14 فراہم کردہ قوانین کے مساوی تحفظ سے محروم کیا گیا تھا، جبکہ اس کی تھخیص کپورتھلا کے ٹیکس دہندگان کے تخمینے سے زیادہ شرح پر کیا گیا تھا، (ii) جیسا کہ نابھا میں پٹیلہ انکم ٹیکس ایکٹ کو نافذ کرنے والے آرڈیننس 20 اگست 1948 پر عمل میں لایا گیا تھا، اور 12 اپریل 1948 کو ختم ہونے والے سال میں حاصل ہونے والی آمدنی پر ٹیکس کو ماضی سے لاگو نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے آئین کے آرٹیکل 31 (1) کے تحت اس کو بنیادی حق سے برطرف کرنے کی کوشش کی گئی کہ قانونی جوازیت کے سوا کسی کو بھی اس کی جاسیداد سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

یہ کہا گیا کہ (i) کپورتھلا اور نابھا کے ٹیکس دہندگان کے درمیان امتیازی سلوک، اگر ہوا ہو، آرڈیننس کے ذریعے نہیں بلکہ حالات کی وجہ سے ہوا تھا کہ نابھا میں انکم ٹیکس کا کوئی قانون ہی نہیں تھا اور اس کے نتیجے میں کسی بھی نابھا ٹیکس دہندگان کے خلاف تھخیص کا کوئی معاملہ زیر التوا نہیں تھا۔ اور کسی بھی صورت میں یہ توضیح

کہ زیر التواءہ کارروائی اس وقت کے قانون اور حقوق یا واجبات کے مطابق اختتام کو پہنچائے جانے اور کارروائی شروع کی جانی چاہئے، یہی ایک معقول قانون تھا جس کی بنیاد پرنیکس دہندگان کی معقول درجہ بندی کی گئی تھی جو مساوی تحفظ کی توضیح کے تحت درست ہے۔

(ii) جیسا کہ آئین کے آرٹیکل 265 میں ایک خصوصی شق موجود ہے کہ کوئی بھی ٹیکس عائد یا وصول نہیں کیا جائے گا ماسوائے قانونی جوازیت کے۔ آرٹیکل 31 کے فقرہ (1) کو ٹیکس کے نفاذ یا وصولی سے متعلق نہیں بلکہ جائیداد سے محرومی سے متعلق سمجھا جانا چاہیے، اور چونکہ آرٹیکل 265 کے ذریعے دیا گیا حق آئین کے حصہ III کے ذریعے دیا گیا حق نہیں ہے، اس لیے اسے آرٹیکل 32 کے تحت نافذ نہیں کیا جاسکتا۔
بنیادی دائرہ اختیار: پیٹیشن نمبر 135 باپت 1950۔

سرشریری اور ممنوعہ نوعیت والی رٹ میں رٹ کے لیے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست۔

مدعی کی طرف سے: ڈاکٹر ٹیک چند (بشمول ہر دیال ہارڈی اور چندرالال)۔
مدعا علیہ کی طرف سے: ایم سی سینٹلوڈ، بھارت کے اٹارنی جنرل (بشمول ایس ایم سیکری)

12 جنوری 1951 کو عدالت کا فیصلہ داس جج کے ذریعے سنایا گیا۔

داس جج۔ یہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست دہندگان کے مطابق آرٹیکل 14 اور 31 کے ذریعے ضمانت شدہ اپنے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب احکامات کے لئے ایک درخواست ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک آزمائشی مقدمہ ہے، کیونکہ اس کے فیصلے پر، ہمیں بتایا جاتا ہے، بہت سے دوسرے افراد کے حقوق کا انحصار ہے جن کے مفادات درخواست گزار کے مفادات سے ملتے جلتے ہیں۔

اس درخواست کے مقاصد کے لیے حقائق کے مواد کے بارے میں کوئی سنگین تنازعہ نہیں ہے۔ وہ مختصر طور

پر اس طرح ہیں: 5 مئی 1948 کو پٹیالہ اور نا بھاسمیت آٹھ پنجاب ریاستوں کے اس وقت کے حکمرانوں نے حکومت ہند کی رضامندی اور ضمانت کے ساتھ ایک معاہدہ میں داخل ہو کر اپنے علاقوں کو ایک مشترکہ ایگزیکٹو، مجلس قانون ساز اور عدلیہ کے ساتھ ایک ریاست میں متحد کرنے پر اتفاق کیا جسے پٹیالہ اور مشرقی پنجاب اسٹیٹ یونین کے نام سے اب سے مختصر پیسو کے نام سے متعارف کیا گیا ہے۔ معاہدہ کے آرٹیکل 6 III)) کے مطابق پٹیالہ کا اس وقت کا حکمران حکمرانوں کی کونسل کا پہلا صدر یاراج پرمو کھ بن گیا اور اسے اپنی زندگی کے دوران اس عہدے پر فائز رہے گا۔ معاہدے کے آرٹیکل VI مندرجہ ذیل ہے:

- "(1) ہر زیر معاہدہ ریاست کا حکمران، جتنی جلدی ممکن ہو، اور کسی بھی صورت میں 20 اگست 1948 سے پہلے، اپنی ریاست کا انتظام راج پرمو کھ کو سونپ دے گا، اور اس کے بعد،
- (الف) حکمران سے تعلق رکھنے والے تمام حقوق، اختیار اور دائرہ اختیار جو زیر معاہدہ ریاست کی حکومت سے متعلق ہیں یا ضمنی ہیں، یونین میں شامل ہوں گے اور اس کے بعد صرف اس معاہدے یا اس کے تحت بنائے جانے والے آئین کے ذریعہ فراہم کردہ طور پر استعمال ہوں گے۔
- (ب) زیر معاہدہ ریاست کی حکومت سے متعلق یا ضمنی حکمران کے تمام فرائض اور ذمہ داریاں یونین کو سونپی جائے گی اور اس کے ذریعے ان کی انجام دہی کی جائے گی۔
- (ج) زیر معاہدہ ریاست کے تمام اثاثے اور واجبات یونین کے اثاثے اور واجبات ہوں گے، اور
- (د) زیر معاہدہ ریاست کی فوجی قوتیں، اگر کوئی ہوں، یونین کی فوجی قوتیں بن جائیں گی۔
- آرٹیکل X معاہدے اور ہندوستان کے آئین کے فریم ورک کے اندر یونین کے لیے یکطرفہ قسم کا آئین بنانے کے لیے ایک آئینی اسمبلی کے قیام کا بندوبست کرتا ہے۔ اس آئین ساز اسمبلی کو ایک منتخب قانون ساز یہ کے وجود میں آنے تک یونین کے عبوری قانون ساز کے طور پر بھی کام کرنا تھا۔ اس آرٹیکل کی شق (2) کی شرط مندرجہ ذیل ہے:

"بشرطیکہ جب تک آئین ساز اسمبلی کا بنایا ہوا آئین راج پرمو کھ کی منظوری حاصل کرنے کے بعد

عمل میں نہیں آتا، راج پرکھ کو یونین یا اس کے کسی حصے کے امن اور اچھی حکومت کے لیے آرڈیننس بنانے اور جاری کرنے کا اختیار حاصل ہوگا، اور اس طرح بنائے گئے کسی بھی آرڈیننس کو، اس کے نفاذ سے چھ ماہ سے زیادہ کی مدت کے لیے، آئین ساز اسمبلی کے ذریعے منظور کردہ ایکٹ کی طرح قانونی اختیار حاصل ہوگا۔ لیکن اس طرح کے کسی بھی آرڈیننس کو اس طرح کے کسی بھی ایکٹ کے ذریعے کنٹرول یا ختم کیا جاسکتا ہے۔"

اس یونین کا افتتاح 15 جولائی 1948 کو ہوا اور اس کے بعد راج پرکھ نے مختلف زیر معاہدہ ریاستوں کا انتظام سنبھال لیا۔ ریاست نا بھا کی انتظامیہ کو 20 اگست 1948 پر راج پر موکھ نے سنبھالا تھا۔ اسی دن راج پر موکھ نے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے پٹیالہ اور مشرقی پنجاب ریاستی علاقے کی عمومی توجہات (انتظامیہ) کے نام سے ایک آرڈیننس (نمبر 1 باپت 2005) جاری کیا۔

آرڈیننس، 2005۔ اس آرڈیننس کی درج ذیل دفعات ہمارے مقصد کے لیے مناسب ہیں:

"1- (2) یہ معاہدہ کرنے والی ریاستوں میں شامل علاقوں پر اس تاریخ سے وسعت پذیر ہوگا جس تاریخ کو مذکورہ ریاست یا ریاستوں میں سے کسی کا انتظام راج پر موکھ کو سونپا گیا ہو یا سونپا جائے گا۔

3 - جیسے ہی کسی زیر معاہدہ ریاست کی انتظامیہ کو راج پر موکھ سے سنبھالا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اس آرڈیننس کے نفاذ کی تاریخ کو پٹیالہ ریاست میں قانون کی پیش گوئی کرنے والے تمام قوانین، آرڈیننس، ایکٹ، قواعد و ضوابط، اطلاع نامے، ہدایت اور ہر من شاہی مذکورہ ریاست کے علاقوں میں متغیر متغیرات کا اطلاق کریں گے اور اس تاریخ سے فوری طور پر اس تاریخ سے پہلے ایسی زیر معاہدہ ریاست میں نافذ تمام قوانین کو منسوخ کر دیا جائے گا۔"

بشرطیکہ کسی بھی نوعیت کی کارروائی جو بھی ہو۔ ایسی تاریخ کو کسی ایسی زیر معاہدہ ریاست کی عدالتوں یا دفاتر میں زیر التواء، اس آرڈیننس میں موجود کسی بھی امر کے باوجود، کسی دوسرے آرڈیننس کو ان قوانین کے مطابق نمٹا دیا جائے گا جو اس طرح کی کسی زیر معاہدہ ریاست میں فی الحال نافذ العمل ہیں۔

دفعہ 6، قوانین وغیرہ کے موافقت کو فراہم کرتا ہے جو دفعہ 3 میں نافذ العمل ہے اور، دوسری چیزوں کے علاوہ، ان قوانین وغیرہ میں پٹیا لہ ریاست کا کوئی حوالہ اور اس طرح کی چیزوں کو ریاست یونین کے حوالے کے طور پر سمجھا جانا تھا۔ ریونیوسکر میٹری کے دستخط پر ایک نوٹیفکیشن (نمبر 35 بتاریخ 27/05/05 - 11/09/1948) جاری کیا گیا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ پٹیا لہ انکم ٹیکس ایکٹ 2001 اور اس کے تحت قواعد 20 اگست 1948 سے مختلف زیر معاہدہ ریاستوں میں نافذ ہو گئے تھے، اس طرح ان ریاستوں میں اس تاریخ سے پہلے نافذ قانون یا قوانین کو منسوخ کر دیا گیا تھا، سوائے زیر التواء کارروائیوں کے۔ یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس تاریخ سے پہلے نا بھاریاست میں اس ریاست کے رعایا پر انکم ٹیکس لگانے کا کوئی قانون نہیں تھا۔ 14 نومبر 1948 کو انکم ٹیکس کے کمشنر نے ایک نوٹیفکیشن (نمبر 4، بتاریخ 29/07/2005) یہ مطلع کرتے ہوئے کہ نا بھاریاست اور نالاکڑھ کی زیر معاہدہ ریاستوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو پٹیا لہ انکم ٹیکس ایکٹ، 2001 کے تحت انکم ٹیکس کا تخمینہ لگایا جائے گا۔ یہ ذکر کیا گیا کہ ان ریاستوں کے وہ افراد جن کی آمدنی قابل ٹیکس حد تک پہنچ گئی ہے، انہیں "محکمہ انکم ٹیکس کے ذریعے آڈٹ کے مقاصد کے لیے باقاعدہ اور مناسب کھاتے رکھنے چاہیے۔ 2 فروری 1949 کو آرڈیننس 1 باپت 2005 کو منسوخ کر دیا گیا اور اس کی جگہ آرڈیننس نمبر XVI باپت 2005 راج پر موکھ کی طرف سے جاری کیا گیا اور اسے پٹیا لہ اور مشرقی پنجاب ریاستی علاقے کی عمومی تو ضعات (انتظامیہ) آرڈیننس، 2006 کہا گیا۔ دفعہ 3(1) مندرجہ ذیل بیان کرتا ہے:

3(1) مقررہ دن سے بنائے گئے تمام قوانین اور قواعد، ضوابط، ضمنی قوانین اور نوٹیفکیشن، اور قانونی اختیار رکھنے والی دیگر تمام تو ضعات، پٹیا لہ ریاست میں، مذکورہ دن یونین کے علاقوں پر متبادل کا اطلاق ہوگا اور اس دن سے فوراً پہلے دیگر زیر معاہدہ ریاستوں میں نافذ تمام قوانین کا اثر ختم ہو جائے گا۔

بشرطیکہ تمام مقدمات، اپیلیں، ترمیم، اطلاق، نظر ثانیوں، عملدرآمد اور دیگر کارروائیاں، یا ان میں سے کوئی بھی، چاہے وہ دیوانی ہو یا فوجداری یا محصول، جو عدالتوں میں اور کسی زیر معاہدہ ریاستوں کے حکام کے

سامنے زیر التوا ہیں، اس آرڈیننس میں کسی امر کے باوجود، مقررہ دن سے فوراً پہلے ایسی زیر معاہدہ ریاست میں نافذ اس طرح کی کارروائی پر نافذ قوانین کے مطابق نمٹا دیا جائے گا۔

دفعہ (2) (الف) کے مطابق "مقرر کردہ دن" کی تعریف اس طرح کی گئی تھی کہ اس کا مطلب بھادون کا پانچواں دن 2005ء، جو 20 اگست 1948 سے مطابقت رکھتا ہے۔ 2005ء کے آرڈیننس 1 کے دفعہ 6 کی طرح موافقت رکھنے والا ایک دفعہ تھا۔ یہاں اور ایک آرڈیننس جس کا حوالہ دیا جانا تھا، یعنی آرڈیننس نمبر 1 باپت 2006 کو فنانس آرڈیننس کہا جاتا ہے جسے 13 اپریل 1949 کو جاری کیا گیا، جو اسی تاریخ کو نافذ ہوا۔ اس آرڈیننس کی دفعہ 5 میں پٹیلہ انکم ٹیکس ایکٹ 2001 میں کئی ترامیم متعارف کرائی گئیں۔ اس نے اس ایکٹ کے سیکشن 3 اور 34 کو دوبارہ تشکیل دیا اور ایک نیا سیکشن 23 کے طور پر متعارف کرایا۔ اس آرڈیننس کا سیکشن 6 یوں بیان کرتا ہے۔

"6- تشخیص سال یعنی چیت، 2005ء کے آخری دن کے ختم ہونے والے پچھلے سال کی آمدنی، منافع اور حصول کا حساب و کتاب کے حوالے سے بیساک 2006ء کے پہلے دن سے شروع ہوتا ہے۔

(الف) اس آرڈیننس کے دوسرے شیڈول کے حصہ 1 میں انکم ٹیکس ان شرحوں پر وصول کیا جائے گا۔

(ب) پٹیلہ انکم ٹیکس ایکٹ 2001 کی دفعہ 55 کے مقاصد کے لیے سپر ٹیکس کی شرحوں کی وضاحت اس آرڈیننس کے دوسرے شیڈول کے حصہ دوم میں کی جائے گی۔

اس ترتیب میں ہی موجودہ درخواست کی طرف لے جانے والے حقائق پر غور کرنا ہوگا۔ درخواست دہندہ رموہندر گڑھ ضلع کے اتیلی کارہائشی ہے جو اب پیپسو میں ہے لیکن جو پہلے ریاست نا بھا کا حصہ تھا۔ درخواست دہندہ کئی سالوں سے اتیلی میں رکھونا تھرائے رام پرساد کے نام اور طرز پر اپنا کاروبار چلا رہا ہے۔ انہوں نے کبھی کوئی انکم ٹیکس ادا نہیں کیا کیونکہ ریاست نا بھا میں کسی قانون کے ذریعے ایسا کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا گیا تھا۔ 20 اکتوبر 1949 کو درخواست دہندہ کو پٹیلہ انکم ٹیکس ایکٹ 2001 کی دفعہ 22 (2) اور

38 کے تحت نوٹس جاری کیا گیا تھا، جس میں اسے انکم ٹیکس سال 2006 (13-04-1949) سے 1950 (12-04-1950) کے لیے ریٹرن جمع کرانے کی ضرورت ہوتی ہے جس میں پچھلے سال کے دوران اپنی آمدنی (13-4-1948 سے 12-4-1949) کا انکشاف کیا جاتا ہے۔ درخواست دہندہ نے 4 دسمبر 1949 کو سال 2006 کے لیے اپنا ریٹرن فائل کیا اور 14 فروری 1950 کو انکم ٹیکس کا تخمینہ لگایا گیا۔ 23 مئی 1950 کو درخواست دہندہ کو دفعہ 34 کے تحت ایک نوٹس موصول ہوا جس میں اس سے کہا گیا کہ وہ چیٹ 2005 کے آخری دن یعنی 13-4-1948 سے 12-4-1949 تک کے سال کے لیے اپنا ریٹرن جمع کرے۔ اس ریٹرن میں اسے پچھلے سال کی اپنی آمدنی کی وضاحت کرنی تھی، یعنی 2004 (یعنی 13-4-1947 سے 12-4-1948) س۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درخواست دہندہ نے ایتلی اور کنینا کے دیگر ٹیکس دہندگان کے ساتھ 9 جولائی 1950 کو انکم ٹیکس افسر کے سامنے ایک درخواست پیش کی، جس میں کہا گیا کہ وہ سال 2005 کی تشخیص کریں لیکن 13 جولائی 1950 کو انکم ٹیکس افسر نے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 22(4) کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 34(4) کے تحت اپنا بہترین فیصلہ سنایا۔ درخواست دہندہ نے اسی طرح کے دیگر ٹیکس دہندگان کے ساتھ انکم ٹیکس کمشنر اور سنٹرل بورڈ آف ریونیو، نئی دہلی کا رخ کیا، لیکن کوئی کامیابی نہیں ملی۔ ایسا لگتا ہے کہ پٹیلہ انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت درخواست دہندہ کی طرف سے 2005 اور 2006 میں سے کسی بھی سال کے جائزوں کے خلاف کوئی باضابطہ اپیل دائر نہیں کی گئی ہے۔ 10 اگست 1950 کو، درخواست دہندہ نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت کے سامنے اپنی موجودہ عرضی دائر کی جس میں درخواست کی گئی کہ درخواست دہندہ کے سال 2004 اور 2005 میں جمع ہونے والی آمدنی اور دیگر ذیلی ریلیف کے تشخیص کو کالعدم قرار دینے کے لیے سرشریری رٹ کی نوعیت والی ایک رٹ جاری کی جائے۔ اس درخواست کے زیر التواء ہونے کے دوران انکم ٹیکس حکام نے دفعہ 46 کے تحت ایک نوٹس جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر ٹیکس ادا نہیں کیا گیا تو جرمانہ عائد کیا جائے گا۔

درخواست دہندہ کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اسے قانون کے سامنے مساوات کے بنیادی حق اور آئین کے آرٹیکل 14 کے ذریعے ضمانت شدہ قوانین کے مساوی تحفظ سے انکار کیا گیا ہے۔ ان کی شکایات ان کی عرضی کے

پیراگراف 10 اور 11 میں مرتب کی گئی ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ کپور تھلا کے لوگوں کو، جو پیپسو میں شامل ہیں، 20 اگست 1948 سے پہلے کی مدت کے لیے انکم ٹیکس ادا کرنے کے لیے کہا گیا ہے، کپور تھلا انکم ٹیکس ایکٹ کے ذریعے مقرر کردہ پرانی شرح پر جو پیٹیا لہ انکم ٹیکس ایکٹ 2001 کے ذریعے مقرر کردہ شرح سے کم تھی، نابھا کے لوگوں کو، جنہیں 20 اگست 1948 سے پہلے کوئی انکم ٹیکس ادا نہیں کرنا تھا، پیٹیا لہ کی زیادہ شرح پر ادا کرنے کے لیے کہا گیا ہے اور یہ کہ اس طرح کا امتیازی سلوک آرٹیکل 14 کی دفعات کے خلاف ہے۔ اس الزام کی تردید نئی دہلی کے ایڈیشنل ڈائریکٹر آف انسپیکشن (انکم ٹیکس) سردار گربکس سنگھ کے حلف نامے کے پیراگراف 10 کے ذریعے کی گئی ہے، جو پنجاب اور پیپسو کے پہلے انکم ٹیکس کمشنر تھے، جو موجودہ عرضی کی مخالفت میں دائر کیا گیا ہے۔

یہ کہا گیا ہے کہ تشخیص سال 2005 کے لیے، کپور تھلا میں جن ٹیکس دہندگان کے مقدمات 20 اگست 1948 کو زیر التواء تھے، ان کا تشخیص کپور تھلا انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت طے شدہ شرحوں پر کیا گیا تھا لیکن تشخیص سال 2006 کے لیے پیٹیا لہ انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعات اور اس کے تحت مقرر کردہ شرحوں کا اطلاق کپور تھلا سمیت پیپسو کے تمام خطوں میں یکساں طور پر کیا گیا تھا۔ یہ الزام جس کی درخواست گزار کی طرف سے جواب میں دائر حلف نامے میں تردید نہیں کی گئی ہے اسے درست سمجھا جانا چاہیے۔ کپور تھلا کے ٹیکس دہندگان کا تخمینہ سال 2005 کے لیے پرانے کپور تھلا کی شرح پر رکھ کر 2005 کے آڈینس نمبر 1 کے سیکشن 3 کے التزام کے تحت کیا گیا تھا، جسے آرڈیننس نمبر 1 کے سیکشن 3(1) کے التزام میں دوبارہ پیش کیا گیا تھا۔ XVI باپت 2006 اور ان دونوں کے لیے ضروری تھا کہ تمام زیر التواء کارروائیوں کو ان کارروائیوں پر لاگو قانون کے مطابق مکمل کیا جائے جب وہ شروع کی گئی تھیں۔ 20 اگست 1948 کو کسی بھی نابھا ٹیکس دہندگان کے خلاف تشخیص کا مقدمہ زیر التواء نہیں تھا، کیونکہ اس تاریخ سے پہلے نابھا میں کوئی انکم ٹیکس ایکٹ نہیں تھا اور اس لیے ایسے کسی بھی ٹیکس دہندگان کے خلاف کسی بھی زیر التواء پروسیڈنگ کو مکمل کرنے کا کوئی موقع نہیں ہو سکتا تھا۔ اس معاملے میں، امتیازی سلوک کے لحاظ سے ان کی طرف سے کوئی شکایت نہیں ہو سکتی۔ امتیازی سلوک، اگر کوئی ہو، دونوں آرڈیننس کے ذریعے نہیں لایا گیا تھا، بلکہ اس صورت حال کے ذریعے لایا گیا تھا کہ نابھا میں کوئی انکم ٹیکس ایکٹ نہیں تھا اور اس کے نتیجے میں کسی بھی نابھا ٹیکس دہندگان کے خلاف تشخیص کا کوئی مقدمہ زیر التواء نہیں تھا۔ کسی بھی صورت میں زیر التواء

کارروائیوں کو اس وقت قابل اطلاق قانون کے مطابق نمٹا دیا جانا چاہیے جب حقوق یا واجبات سامنے ہو اور کارروائی کا نفاذ ہی، ایک معقول قانون ہے جس کی بنیاد پر ٹیکس دہندگان کی معقول درجہ بندی کی گئی ہے جو مساوی تحفظ کی شق کے تحت درست ہے اور جس میں کوئی رعایت نہیں کی جاسکتی۔ ہماری رائے میں آرٹیکل 14 کے تحت بنیادی حقوق کی مہیہ خلاف ورزی کی شکایت بالکل بھی معقول نہیں ہے۔

عرضی کی حمایت میں پیش ہونے والے ڈاکٹر ٹیک چندکا اگلا دعویٰ ہے کہ نا بھار ریاست کی انتظامیہ کو صرف 20 اگست 1948 کو راج پر موکھ نے اپنے دائرے میں لے لیا تھا، اور پیٹیا لہ انکم ٹیکس ایکٹ، 2001 سمیت پیٹیا لہ قانون کو، 20 اگست 1948 عمل میں لایا گیا تھا، درخواست دہندہ کی آمدنی پر ٹیکس کا تخمینہ جو 20 اگست 1948 سے پہلے جمع ہوا تھا، مکمل طور پر غیر قانونی تھا اور مذکورہ آرڈیننس کے ذریعے مجاز نہیں تھا اور ریاست اس طرح غیر قانونی طور پر ٹیکس وصول کرنے پر اصرار کر کے آئین کے آرٹیکل 31(1) کے ذریعے درخواست دہندہ کو ضمانت شدہ جائیداد کے بنیادی حقوق کو روندنے کی کوشش کر رہی تھی۔

آرٹیکل 31(1) مندرجہ ذیل ہے:

"(1) قانونی جوازیت کے سوا کسی شخص کو اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔"

یہ دیکھنا ضروری ہے کہ حکومت بھارت ایکٹ، 1935 کی دفعہ 299 کی ذیلی دفعہ (1) فقرہ (1)، 'برطانوی بھارت میں' کے الفاظ کے بغیر پیش کرتا ہے اس کا حوالہ، آرٹیکل 265 میں دیا جانا چاہیے جو حصہ XII، باب اول میں ہے، جو 'مالیات' سے متعلق ہے۔ اس آرٹیکل میں کہا گیا ہے کہ قانونی جوازیت کے سوا کوئی ٹیکس عائد یا وصول نہیں کیا جائے گا۔ حکومت بھارت ایکٹ 1935 کے متعلقہ باب میں ایسی کوئی شق نہیں تھی۔ اگر ٹیکس کی وصولی آرٹیکل 31(1) کے معنی میں جائیداد سے محرومی کے مترادف ہے، تو پھر دوبارہ علیحدہ التزام کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا جیسا کہ آرٹیکل 265 میں کیا گیا ہے۔ لہذا، یہ اس طرح ہے کہ آرٹیکل 31 کی شق (1) کو ٹیکس کے نفاذ یا وصولی کے علاوہ جائیداد سے محرومی سے متعلق سمجھا جانا چاہیے، بصورت دیگر آرٹیکل 265 مکمل طور پر بے کار ہو جاتا ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ٹیکس کے اختیارات کو پولیس کے اختیارات یا

ممتاز معاملے کے استعمال سے الگ سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے آئین نے واضح طور پر ٹیکس کو جائیداد کے لازمی حصول سے الگ سمجھا ہے اور قانونی جوازیت کے سوا ٹیکس کے خلاف تحفظ فراہم کیا ہے۔ جب ڈاکٹر ٹیک چند سے پوچھا گیا کہ کیا یہ درست موقف نہیں تھا، تو انہوں نے اس نتیجے کی تردید کرنے کے لیے کوئی ٹھوس یا قائل جواب پیش نہیں کیا۔ ہماری رائے میں، قانونی جوازیت کے بغیر ٹیکسوں کے نفاذ اور وصولی کے خلاف تحفظ براہ راست آرٹیکل 265 سے آتا ہے، اور اس کی حفاظت آرٹیکل 265 کے فقرہ (1) کے ذریعہ نہیں کی گئی ہے۔ آرٹیکل 265، آئین کے باب III میں نہیں ہونے کی وجہ سے، اس کی حفاظت ایک بنیادی حق نہیں ہے جسے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت میں درخواست کے ذریعے نافذ کیا جاسکتا ہے۔ ہمارا یہ کہنا مقصد نہیں ہے کہ آرٹیکل 265 کے ذریعے حاصل کردہ حق کو نافذ نہیں کیا جانا چاہیے۔ اسے یقینی طور پر مناسب سنوائی اختیار کر کے نافذ کیا جاسکتا ہے۔ ہم صرف اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ یہ درخواست جہاں تک اس عدالت میں آرٹیکل 31(1) کے ساتھ پڑھے جانے والے آرٹیکل 32 پر مبنی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے وہ غلط نہیں ہے اور اسے خارج کر دینا چاہیے۔

ڈاکٹر ٹیک چند کی پوری دلیل اس بنیاد پر تھی کہ قانونی جوازیت کے بغیر ٹیکسوں کے نفاذ اور وصولی کے خلاف تحفظ کی ضمانت آرٹیکل 31(1) کے ذریعے دی گئی تھی اور ان کی کوشش یہ ثابت کرنے کی تھی کہ پیپسو آرڈیننس قانون کے لحاظ سے، درست تشریح پر کسی بھی انکم ٹیکس کو ماضی سے نافذ نہیں کر سکتی تھی نہ کیا، اور یہ کہ آنے والے ٹیکس افسر نے قانون کی غلط تاویل پر 20 اگست 1948 سے پہلے جمع ہونے والی آمدنی پر ٹیکس کا غلط اندازہ لگایا تھا، اور اس کے نتیجے میں مدعی کو بغیر قانونی جوازیت کے جائیداد سے محروم ہونے کی دھمکی دی جا رہی تھی۔ اس سے دیکھ کر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قانونی جوازیت کے سوا ٹیکسوں کے نفاذ یا وصولی کے خلاف آرٹیکل 265 کے ذریعے تحفظ کیا گیا ہے اور نہ کہ آرٹیکل 31(1) کے ذریعے، ڈاکٹر ٹیک چند کے ذریعے اٹھائے گئے سوالات واقعی پیدا ہی نہیں ہوتے ہیں اور اس درخواست پر ان پر کوئی رائے ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے۔ ایسے سوالات صرف مناسب سنوائی میں کئے جاسکتے ہیں اور آرٹیکل 32 کے تحت کسی درخواست پر نہیں۔ ہمارے نظر میں یہ درخواست اس سادہ سی بنیاد پر ناکام ہو جاتی ہے کہ آرٹیکل 14 کے تحت یا آرٹیکل 31(1) کے تحت درخواست دہندہ کے کسی بھی بنیادی حق کی خلاف ورزی نہیں کی گئی ہے اور ہم اسی کے مطابق درخواست کو حرمانے کے ساتھ خارج کرتے ہیں۔

درخواست خارج کی جاتی ہے۔

نونیت لال۔

پی۔ اے۔ مہتا۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ:

جواب دہندہ کا ایجنٹ: